غزوۂ اُحد*

حضرت عروہ بن زبیر رحمۃ اللہ علیہ

(تحقیق: ڈاکٹر محمد مصطفیٰ اعظمی، ترجمہ: مولانا محمد سعید الرحمٰن علویؒ)

سیرت ومغازیِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تفصیلات کو محفوظ کرنے اور انھیں ضبطِ تحریر میں لانے کا سلسلہ پہلی صدی ھجری یعنی عہدِ صحابہ کرامؓ ہی میں شروع گیا تھا۔ اس سلسلے کی موجود کتب میں حضرت عُروہؓ بن زبیرؓ کی کتاب ”مغازی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم“ کو اوّلیت کا شرف حاصل ہے۔ حضرت عُروہؓ بن زبیرؓ اپنے عہد کے بہت بڑے عالم، محدث اور فقیہ تھے۔ انھوں نے مدینہ منورہ میں بہت سے جلیل القدر صحابہؓ اور تابعینؒ سے علم کی تحصیل کی۔ امام ابن کثیر کے بقول، وہ فقیہ، عالم، حافظِ حدیث اور مغازیِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ثقہ اور مستند عالم تھے۔ آپؒ پہلے شخص تھے جنھوں نے سیرت ومغازی سے متعلق کتاب لکھی۔ اُن کا شمار چند سرکردہ فقہاء میں ہوتا تھا اور صحابہؓ اُن سے دینی مسائل پوچھتے تھے۔ ذیل میں جو مضمون شائع کیا جارہا ہے وہ ”مغازیِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم از حضرت عُروہ بن زبیر رحمۃ اللہ علیہ“ سے ماخوذ ہے، اس کتاب کو ڈاکٹر محمد مصطفیٰ الاعظمی نے مرتب کیا اور مقدمہ وحواشی تحریر کیے۔ اردو ترجمہ مولانا سعید الرحمٰن علوی رحمہ اللہ نے کیا۔ (ادارہ)

حضرت عروہ فرماتے ہیں کہ رسولِ محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب دیکھا اور فرمایا: کہ میری تلوار (ذوالفقار) (ابوجہل کی تلوار جو بدر میں غنیمت کے طور پر ملی اور رسولِ محترم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہی) اپنی نیام سمیت ٹوٹ گئی ہے اور یہ کہ میں نے دیکھا کہ ایک گائے ذبح کی جارہی ہے۔ اس سے آگے حضرت عروہ فرماتے ہیں کہ:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم احد کے موقعے پر مدینہ میں ہی قیام کر کے مقابلہ کرنے کے حق میں تھے۔ لیکن بہت سے حضرات باہر جاکر مقابلہ چاہتے تھے۔ اگر لوگ حضور اکرم کے ارشاد وحکم کے مطابق رہتے تو ان کے حق میں بہتر ہوتا لیکن ان پر تقدیر غالب آچکی تھی۔ باہر جا کر مقابلے کے سلسلے میں سب سے زیادہ ان کی خواہش تھی جو بدر میں شریک نہ ہو سکے تھے اور اہلِ بدر کے سلسلے میں جو فضیلت ان کے کان میں پڑی، اُس نے اُس شوق کو بڑھا دیا تھا۔

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کی نماز پڑھائی، خطبے میں لوگوں کو نصیحت سے نوازا، اُنھیں جہد وسعی کی تلقین کی۔ خطبہ ونماز سے فراغت پر جنگی لباس پہن کر لوگوں کو چلنے کا حکم دیا۔ اس کیفیت کو اصحاب رائے حضرات نے دیکھا تو کہنے لگے کہ آپ نے ہمیں مدینہ میں ہی رکنے کا فرمایا تھا۔ اگر یہاں دشمن حملہ آور ہوتو اس کا یہیں رہ کر مقابلہ ہو۔ رسولِ محترم (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ کے منشا کو زیادہ بہتر جاننے والے ہیں۔ آپ کے پاس آسمان سے وحی بھی آتی ہے، ہم نے آپ

☆ حاشیہ ا

کواس طرح باہر جانے پر توجہ دلائی۔اس لیے انھوں نے عرض کیا کہ آپ کے حکم کے مطابق مدینے میں قیام نہ کرلیں؟

آپ نے ارشادفرمایا کہ نبی کے لیے مناسب نہیں کہ وہ جب جنگی لباس پہن لے اور لوگوں کو دشمن کی طرف نکلنے کا حکم دے دے تو وہ قتال کیے بغیر لوٹے۔میں نے تمھیں ایک بات کہی،تم نے نکلنے ہی کا تقاضہ کیا۔اب تمھیں نصیحت کرتا ہوں کہ دشمن سے تمھاری ملاقات ہواور آمنا سامنا ہوتو تقویٰ اور صبر سے کام لینا اور یادرکھو کہ جس بات کا تمھیں حکم دوں اس پرعمل کرو۔یہ فرما کرآپ مسلمانوں کے ساتھ نکل کھڑے ہوئے۔

رئیس المنافقین عبداللہ بن اُبی کی واپسی:

حضرت عروہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جناب رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے حتیٰ کہ آپ اُحد پہنچ گئے تو عبداللہ بن اُبی تین سو آدمیوں سمیت واپس آ گیا،اب آپ کے ساتھ سات سو حضرات باقی رہے۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی کمال درجہ استقامت:

حضرت عروہ بن زبیر سلام اللہ تعالیٰ علیہما ورضوانہ فرماتے ہیں کہ اس دن حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انتہائی کمال درجے استقامت اور حوصلہ مندی کا مظاہرہ کیا۔مالک بن زہیر نے رسولِ محترم صلی اللہ علیہ وسلم پر تیراندازی کی۔حضرت طلحہ رضی اللہ علیہ ورضوانہٗ نے اپنے ہاتھ کو رسولِ محترم علیہ السلام کے لیے ڈھال بنالیتا۔تیر آپ کی چھنگلی کو لگا جس سے وہ شل ہوگئی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اُبی بن خلف کو قتل کرنا:

حضرت عروہ بن زبیر سلام اللہ تعالیٰ علیہما ورضوانہ فرماتے ہیں،ابی بن خلف نے مکہ میں قسم کھائی تھی کہ وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ضرور قتل کرے گا۔اس کے حلف کا رسولِ محترم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ہوا تو آپ نے فرمایا:”اللہ نے چاہا تو میں اسے قتل کروں گا“۔وہ سب کے سامنے لوہے میں غرق آیا اور کہنے لگا کہ:”اگر آج محمد بچ گئے تو میری خیر نہیں“۔

وہ مسلسل حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ آور ہو کر قتل کرنے کی تدبیریں کر رہا تھا۔حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (بنوعبدالدار کے عزیز) حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ڈھال بنے ہوئے تھے۔ان سے اس کا سامنا ہوا، وہ شہید ہوئے تو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُبی بن خلف کی زرہ اور فولادی ٹوپی کے مضبوط لوہے کے لباس میں ٹھوڑی کے نیچے کی ہڈی ننگی دیکھی تو اپنے چھوٹے نیزے کو وہاں تاک کر مارا،باوجودیکہ کسی قسم کا خون نہ نکلا تھا لیکن وہ اپنے گھوڑے سے اُتر پڑا،اپنے رفقا کے پاس لڑھکتا ہوا آیا۔انھوں نے اسے سہارا دیا۔اس وقت حالت یہ تھی کہ بیل کی طرح آوازیں نکال رہا تھا۔انھوں نے اس سے پوچھا کہ آخر تو اس قدر جزع فزع کیوں کر رہا ہے،یہ تو برائے نام خراش ہے۔

اس نے انھیں بتلایا کہ محمد (ﷺ) نے مجھے قتل کرنے کا کہا تھا۔ اس کے بعد کہا۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے، میرے ساتھ ذوالمجاز کے سبھی لوگ ہوتے تو وہ بھی مرجاتے (گویا اسے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بات پر اتنا یقین تھا لیکن وائے محرومی کہ اسلام قبول نہ کیا) پس وہ اسی حالت میں مرگیا۔ (ہلاکت وبربادی ہے دوزخیوں کے لیے)

سیدالشہداء (اسداللہ واسد رسولہ) حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر رونا:

موسیٰ بن عقبہ فرماتے ہیں کہ رسولِ محترم صلی اللہ علیہ وسلم حدود مدینہ میں داخل ہوئے تو ہر گھر میں نوحہ وبکا کی آوازیں آرہی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ یہ انصار کی عورتیں ہیں جو اپنے شہداء پر رورہی ہیں۔ آپ کی زبانِ مبارک سے نکلا: ''میرے چچا حمزہ، توان پر کوئی رونے والا نہیں''۔ ساتھ ہی اُن کے لیے دعاءِ مغفرت فرمائی۔ یہ دردناک صدا حضرت سعد بن معاذ، سعد بن عبادہ، معاذ بن جبل اور عبداللہ بن رواحہ (رضی اللہ عنہم) نے سنی تو اپنے گھروں میں گئے اور تمام رونے والیاں جو مدینے میں تھیں اُنھیں جمع کر کے کہا: ''واللہ! انصار کے شہدا کو اس وقت تک مت روؤ جب تک رسولِ محترم کے چچا پر نہ رولو، کیونکہ آپ نے فرمایا ہے کہ اُن کے چچا پر مدینے میں کوئی رونے والی نہیں''۔ خیال یہ ہے کہ رونے والی عورتیں حضرت عبداللہ بن رواحہ لے کر آئے۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو سنا تو پوچھا یہ کیا ہے؟ آپ کو بتلایا گیا کہ انصار نے اپنی خواتین کو یہ نصیحت کی ہے۔ آپ نے ان سب کے لیے دعاءِ مغفرت فرمائی اور ان کے حق میں کلماتِ خیر فرمائے اور ارشاد فرمایا:

''میرا مقصد یہ نہ تھا اور نہ ہی مجھے رونا پسند ہے۔ اس کے بعد اس سے مستقلاً منع کر دیا''۔

حضرت عروہ بن زبیر سے بھی بالکل اسی طرح کی روایت ہے۔

اُحد کے بعض شہداء کے اسماءِ گرامی: ۲

حضرت عروہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے اُحد کے شہداء میں سے ایسے حضرات کا ذکر کیا ہے جو بدر میں بھی شریک تھے۔ ان کا ذکر یہاں ہوگا۔

۱۔ اوس بن المنذر الانصاری النجاری

۲۔ ایاس بن اوس الانصاری (بنومعاویہ بن عمرو)

۳۔ ثعلبہ بن سعد بن مالک بن خالد بن ثعلبہ بن حارثۃ الانصاری (بنوساعدہ)

۴۔ سیّدالشہداء، اسداللہ واسد رسولہ، حمزہ بن عبدالمطلب الہاشمی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا، رضاعی بھائی، اُنھیں وحشی بن حرب نے شہید کیا (وہ بعد میں مسلمان ہوکر شرفِ صحابیت سے بہرہ ور ہوئے اور مُسیلمہ کذاب کو قتل کر

کے گویا اس کا ازالہ کیا)۔

۵۔ الحارث بن اوس بن رافع الانصاری (بنوعمرو بن عوف)

۶۔ ذکوان بن عبد قیس الانصاری (بنوزریق)

۷۔ رفاعہ بن اوس بن زعورا بن عبد الاشہل الانصاری

۸۔ ربیعہ بن الفضل بن حبیب بن یزید بن تمیم الانصاری (بنومعاویہ بن عوف)

۹۔ ربیعہ بن اکثم القرشی۔ حلیف بنواسد بن عبد شمس (بنواسد)

۱۰۔ سعد بن الربیع الانصاری

۱۱۔ سلیط بن ثابت بن وقش الانصاری (بنوالنبیت)

۱۲۔ عبداللہ بن جحش الاموی (بنوعبد شمس)

۱۳۔ عبداللہ بن عمرو بن حرام بن ثعلبہ الانصاری (بنوسلمہ)

۱۴۔ طبرانی کے بقول، حضرت مصعب بن عمیر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبد الدار بن قصی۔ یہ مہاجرین اوّلین سے تعلق رکھنے والے صحابی ہیں۔ (بدر واُحد میں اللہ تعالیٰ کے نبی نے اُنھیں مسلمانوں کا جھنڈا تھمایا۔ یہ جھنڈا حضرت اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ سلام اللہ تعالیٰ علیہا ورضوانہ کی اوڑھنی کا تھا...... گویا اُنھیں رسولِ محترم صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلا ''علم دار'' ہونے کا شرف حاصل ہے۔

☆......☆......☆

[1] تفصیل: ابن ہشام، ج:۳، ص: ۶۰-۷۔ ابن حزم، ص: ۱۵۶۔ الواقدی: ۱۹۹-۲۰۰۔ ابن سید الناس، ج:۲، ص:۲۔ البخاری، باب المغازی۔ مسلم، باب الجہاد۔ الطبری، ج:۲، ص ۴۹۹ء۔ ابن اسحاق کے بقول اس کی تاریخ شوال ۳ھ ہے۔ (ج:، ص: ۶۰) حافظ ابن حجر عسقلانی کے بقول بدر کے بعد قریش نے اس ہزیمت کے بدلے کے لیے عرب بھر سے حتی الامکان لشکر فراہم کر کے سردارِ قریش ابوسفیان کی قیادت میں چڑھائی کا اہتمام کیا۔ فتح الباری، ج:۷، ص:۶-۷-۳۷۷)

[2] تفصیل: ابن ہشام، ج:۳، ص:۲۲-۱۲۷۔ الواقدی، ص: ۳۰۰، ۳۰۷۔ ابن سید الناس، ص:۶۱ تا ۱۶۵۔